Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 30, 2026

Semantic Dimensions of the Term *B*etrayal: An Investigative Study in *Qur'ānic Context Perspective*

معنوی وجوہِ خیانت: سیاقِ قرآنی کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

Dr. Naseem Mahmood
Faculty, University of Management and Technology, Sialkot
E-Mail: drnasimskt@gmail.com

Dr. Abdul Aleem
Associate Professor, University of Management and Technology, Sialkot
E-Mail: abdul.aleem@skt.umt.edu.pk

Abstract

This research article explores the semantic dimensions of the term Khiyānah in the Qur'ān within its linguistic, contextual, and exegetical framework. Linguistically, Khiyānah denotes meanings such as deficiency, weakness, severance, concealment, and unlawful conduct, while the Qur'ān employs the term in multiple derivative forms across various verses to convey different moral and spiritual implications. The study critically analyzes the Qur'ānic usage of the word "Khiyānah" and identifies five major semantic dimensions: disobedience (maʿṣiyah), breach of covenant (naqḍ al-ʿahd), violation of trust (tark al-amānah), opposing to divine religion, and adultery (zinā). By examining relevant Qur'ānic verses, prophetic traditions, and exegetical interpretations, the article demonstrates that betrayal in the Qur'ānic worldview is not merely a social or ethical offense but a profound spiritual corruption that undermines individual morality, communal trust, religious commitment, and societal harmony. The study further concludes that the Qur'ān presents betrayal as a conscious and deliberate act for which human beings are fully accountable before God, and it emphasizes that adherence to divine commands, fulfillment of trusts and covenants, and moral integrity are essential foundations for establishing justice, peace, and spiritual success in human society.

Keywords: Betrayal, Maʿṣiyah, Breach of Covenant, Misconduct, Adultery, Opposition to Religio.

خیانت عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ نقص، ضعف، انقطاع اور مسارقۃ النظر الی الحرام کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ خائن جن خائن شدہ چیز میں سے کوئی چیز لے لیتا ہے تو وہ اس میں کمی کر دیتا ہے جسے نقص کا نام دیا جاتا ہے جو کہ خیانت کہلاتا ہے۔ امام زمخشری کہتے ہیں کہ خیانت نقص کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ وفا مکمل کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے پھر خیانت کا لفظ امانت اور وفا کے متضاد کے طور پر استعمال ہونے لگا کہ اس سے خائن چیز میں کمی کر دیتا ہے۔ اسی طرح خیانت کا لفظ ضعف یعنی کمزوری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا جیسا کہ کہا جاتا ہے:

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

فی ظهره خون

"اس کی کمر میں کمزوری ہے"

یہاں خیانت کا یہ مادہ مجازاً کمزوری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔اسی طرح جب انسان کی ٹانگوں میں کمزوری آجائے اور وہ چلنے کے قابل نہ رہے تو اس کہا جاتا ہے: خانتہ رجلاہ "اس کی ٹانگوں نے اس کے ساتھ خیانت کی ہے" اور جب انسان کے حالات بدل جائیں اور راحت سے سختی اور خوشحالی سے تنگدستی کی حالت میں آجائے تو کہا جاتا ہے: خانہ الدھر "زمانے نے اس کے ساتھ خیانت کی ہے" اسی طرح خیانت انقطاع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ پانی نکالتے ہوئے رسی جب ٹوٹ جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے: خان الدلو الرشاء "رسی نے ڈول کے ساتھ خیانت کی" اور نظر سے کسی غیر محرم کو دیکھنے کے لئے بھی خیانت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

"وہ نگاہوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہوا ہے اس کو بھی"

لفظِ خیانت اپنے مختلف مشتقات کے ساتھ قرآن کریم کی آٹھ سورتوں کی گیارہ آیات میں استعمال ہوا ہے۔ان تمام آیات میں صیغے اور الفاظ اگرچہ مختلف ہیں مگر ان کا مفہوم کسی نہ کسی انداز میں ان مختلف جہات میں سے کسی ایک جہت میں لازمی آتا ہے جن کا تذکرہ اس تحقیقی بحث میں کیا جائے گا۔

خیانت کے لفظ کا قرآن کریم میں استعمال کے حوالے سے جائزہ لیا جائے یہ تقریباً ایک جیسے متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے، ان متعدد معنوی وجوہ میں اس کی پانچ معنوی جہات مشہور ہیں جو کہ "معصیت، عہد شکنی، ترکِ امانت، مخالفت فی الدین اور زنا" ہے۔ذیل میں ان پانچوں وجوہ کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔

1۔خیانت بمعنی معصیت

قرآن پاک کے معنوی استعمالات میں لفظِ خیانت کا ایک استعمال معصیت کے لئے ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بے شک تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے"

اس آیت کے شانِ نزول میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ،كَانُوا لَا يَقْرَبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ،وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ: عَلِمَ اللهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

"جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو لوگ پورا رمضان بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے، کچھ لوگ اپنے نفسوں کی خیانت کر لیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں میں خیانت کیا کرتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمالی اور تمہیں معاف فرمادیا"

یہاں واضح ہے کہ یہ خیانت اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی صورت میں تھی جو رمضان کی راتوں میں اپنی ازواج سے مجامعت کی صورت میں تھی۔اس آیت کے ذیل میں امام وضاحت کرتے ہیں کہ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو وہ خیانت کا مرتکب ہوگا جس کی اسے سزا ہوگی۔اس قرآنی حکم کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ حکمرانوں کے وضع کردہ قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اگران کی طرف سے سزا کا اصول وضع کیا جاتا ہے تو شارع کے حکم کی خلاف ورزی میں بدرجہ اولیٰ یہ اصول ہونا چاہئے کیونکہ دنیوی قانون سازی میں تو سقم اور قباحت ہوسکتی ہے مگر کائنات کے خالق کے قانون و حکم میں انسانیت کی ہر اعتبار سے فلاح اور خیر ہی خیر ہے اس میں کسی طرح کی کمی کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔اسی طرح سورۃ الانفال میں بھی اسی مفہوم کے اطلاق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّـٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوٓا اَمَانَاتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو"

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں خیانت، رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں خیانت اور امانت کی دیگر صورتوں میں خیانت سب گناہ ہی تو ہیں۔امام طبری اس آیت میں خیانت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وخيانتهم الله ورسوله،كانت بإظهار من أظهر منهم لرسول الله صلى الله عليه وسلم والمؤمنين الإيمانَ في الظاهر والنصيحةَ، وهو يستسرُّ الكفر والغش لهم في الباطن، يدلُّون المشركين على عورتهم، ويخبرونهم بما خفي عنهم من خبرهم

"اور ان کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور مومنین کے لئے ظاہر طور پر ایمان اور نصیحت کا اظہار کرتے لیکن فی الحقیقت وہ کفر اور باطنی ملاوٹ کو چھپا رہے ہوتے ہیں۔وہ مشرکین کو اپنے راز بتاتے ہیں اور اپنے خفیہ معاملات سے ان کو آگاہ کرتے ہیں"

اس آیت کے شانِ نزول کے حوالے سے ایک قول یہ کہ یہ اس منافق کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ابوسفیان کو مسلمانوں کے احوال سے آگاہی کے لئے خط لکھا اور ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ یہ ابولبابہ کے بارے میں نازل ہوئی، بہر حال شانِ نزول جو بھی ہو اور جس کے بارے میں یہ نازل ہوئی اجتماعی طور مسلمانوں کو اس میں درس دیا جارہا ہے کہ اتباعِ دین اور عقیدہ کے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے خلاف عمل کا ارتکاب کرکے ان کے ساتھ خیانت کا ارتکاب نہ کرو اس حوالے سے علامہ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

والصحيح ان الآية عامة،وان صح انها وردت علىٰ سبب خاص،فالاخذ بعموم اللفظ لابخصوص السسب عند الجماهير من العلماء،والخيانة تعم الذنوب الصغار والكبار،الازمةوالمتعدية

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

" صحیح یہی ہے کہ یہ آیت (اپنے معنی کے اعتبار سے) عام ہے، اگرچہ اس کے کسی خاص سبب سے وارد ہونے کا مؤقف بھی درست ہے، لہٰذا جمہور علماء کا نظریہ یہی ہے کہ (حکمِ شرعی کا) اخذ کسی خاص سبب کی بجائے عمومی لفظ سے ہی لیا جائے گا، اور خیانت کا لفظ صغیرہ و کبیرہ اور لازم و متعدی تمام گناہوں کے لئے عام ہے "

اس طرح لازم آتا ہے کہ گناہ کسی طرح کا بھی ہو اس کا ارتکاب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کو ظاہر کرتا ہے اسی لئے اس آیت میں امام رازی کے مؤقف کے مطابق ہر گناہ کو (نافرمانی یا کوئی نام دینے کی بجائے) خیانت کا نام دیا گیا ہے امام قرطبیؒ نے مالِ غنیمت میں بددیانتی اور مشرکین کے سامنے مسلمانوں کی راز افشائی کو بھی خیانت قرار دینے کے اقوال کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح مختلف مہمات میں اسلحہ میں گڑبڑ بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔ بہرحال خیانت کو جس معنی میں بھی استعمال کیا جائے وہ تمام معانی گناہ ہی شمار کئے جائیں گے مگر اس آیت میں وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کے الفاظ اس فلسفہ کو واضح کرتے ہیں کہ خیانت کو جس مفہوم میں بھی لیا جائے مگر یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ اس مرتکب اس بات کو شعور رکھتا ہے اور بوقتِ ارتکاب وہ جان رہا ہوتا ہے کہ وہ جو کام کرنے لگا ہے وہ معصیت اور قابل گرفت عمل ہے مگر ڈھٹائی کی حد یہ ہے کہ وہ جانتے بوجھتے بھی گناہ کی اس غلاظت سے اپنے آپ کو لتھیڑ رہا ہوتا ہے اسی لئے قرآن ایسے مجرم کو باور کروا رہا ہے کہ تم جان رہے ہوتے ہو کہ کیا اور کیسا جرم کر رہے ہو جب بقائمِ ہوش و حواس معصیت ہو گی تو اس کی سزا بھی اتنی ہی کڑی ہونی چاہئے۔اس سے یہ نظریہ بھی باطل ہو جاتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ غلطی سے اس سے ایسا ہو گیا کہ اسے پتہ نہیں تھا کہ یہ خیانت کا عمل ہے۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

"وہ نگاہوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہوا ہے اس کو بھی"

اس میں نگاہوں کی چوری لازمی طور پر بد نظری اور دلوں کے پوشیدہ امور یہاں اشارہ ارادۂ معصیت ہے۔اسی کئی مواقع پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس وصف کا تذکرہ مختلف الفاظ کے ساتھ ہوا ہے کہ وہ دلوں کی باتوں، تمہارے ظاہر و باطن اور جو کچھ تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ معصیت کوش افراد کی طرف سے جھگڑنے اور ان کا دفاع کرنے سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا

"اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں، بے شک اللہ اسے پسند نہیں کرتا جو دغا باز گناہگار ہو"

علامہ آلوسیؒ یہاں نفس کی خیانت میں دو معانی کا احتمال بیان کرتے ہیں، ایک تو دوسرے کی خیانت کو ان کے اپنے آپ کے لئے خیانت شمار کیا کہ وہ گناہ کا ارتکاب جب کرت ہیں تو اس کے وبال اور نقصان ان ہی طرف لوٹے گا اور دوسرا فی نفسہ گناہ کو خیانت کا نام دیا گیا ہے اس صورت میں یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ کا معنی ہو گا کہ وہ معصیت اور گناہ کے ارتکاب سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔امام قرطبیؒ یہاں فرماتے ہیں کہ آیت میں خَوَّانًا کا لفظ تاکید اور مبالغہ کو ظاہر کرنے کے لئے آیا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

ہے کہ یہ نہایت ہی اخیر درجے کی خیانت ہے جس کا ارتکاب ایک معصیت کوش کر رہا ہوتا ہے اور اس گناہ کے ذریعے وہ اپنی عاقبت کو برباد کر رہا ہوتا ہے۔علامہ آلوسیؒ یہاں مبالغہ کا صیغہ لانے کا مقصد بیان کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے ان گناہگاروں کو اس عمومی حکم سے الگ کرنا ہے جو غفلت میں یا ایک بار گناہ کا ارتکاب کر لیں یا پھر بلاارادہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے۔البتہ خیانت کے گناہ کا معاملہ ان استثنائی صورتوں میں نہیں ہو گا لہٰذا اس طرح کے معصیت کار کے لئے وہی عدمِ حمایت و رافت کا حکم ہے کہ ایسے افراد کی حوصلہ شکنی ہو اور ان کو ان کے برے انجام سے آگاہ کیا جا سکے۔اب غور کیا جائے تو یہاں دو الفاظ "خوان اور اثیم" کا استعمال کیا جا رہا ہے تو ایک رائے تو یہ ہے کہ مبالغہ اور اس کی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے کہ اس میں سرقہ اور انکارِ ودیعت ہے جبکہ دوسرا قول اس میں ایسے فرد پر تہمت ہے جس نے اس کا گناہ نہ کیا ہو۔۔۔اب اس میں خیانت کے بیان کو گناہ کے بیان سے مقدم رکھا ہے کہ خیانت ارتکابِ گناہ کا سبب ہے۔

اس ساری بحث سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں لفظِ خیانت کی ایک معنوی توجیہ ارتکابِ معصیت ہے۔بعض مفسرین اس کو معصیت کا سبب اور بعض خود اس کو معصیت قرار دیتے ہیں۔خیانت لازمی طور پر دوسرے کے حق پر ایسا تصرف ہے جس کا استحقاق نہ بنتا ہو اور قرآنی سیاق میں اس معنی کو اگر دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ انسانی نفس کی اچھائیاں اور برائیاں اس کو سکھا دی ہیں تو ان کے سیکھ جانے کے بعد بھی جو ان میں اعتداء اور نافرمانی والا تصرف کرے گا تو اس کی گرفت اور عتاب تو لازمی امر ٹھہرتا ہے۔اسی لئے تعالیٰ اس ساری حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا۔قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا۔وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا

"پھر اس نے اسے اس کی بدکاری اور پرہیز گاری (کی تمیز) سمجھادی۔بیشک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشوونما کی)۔اور بیشک وہ شخص نامراد ہو گیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کر لیا (اور نیکی کو دبا دیا)"

تو اس بحث میں جو اس خیانت کے لئے مبالغہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اس سے یہی سمجھانا مقصود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نفس کے دائرہ کار اور اس کے لئے نفع بخش اور نقصان دہ امور کا تعین کر دیا ہے اور انسان کو بھی اس سے آگاہ کر دیا گیا ہے تو پھر بھی اس احکام سے سرتابی اللہ کے عذاب کو دعوت دینے اور اپنے آپ کو بربادی میں جھونکنے کے مترادف ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خائن کے بارے قرآن پاک میں، جیسا کہ دیکھا جا چکا ہے، اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمادیا ہے تاکہ اس قبیح عمل سے بچا جا سکے جس مرتکب اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح گر جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خود ناپسندیدہ قرار دے رہا ہے اور اس کی طرف نظرِ محبت سے انکار فرما رہا ہے۔

2۔خیانت بمعنی نقضِ عہد

قرآن کریم میں لفظِ خیانت وعدہ خلافی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔یہودیوں کی وعدہ خلافیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کریم کا ارشاد ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ

"اور آپ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر مطلع ہوتے رہیں گے"

اس آیت میں یہودیوں کی عہد شکنی، ان پر کی گئی لعنت اور کتابِ الٰہی میں ان کی طرف سے تحریف کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی ان خیانتوں کا اور ان کی وجہ سے دلوں کی سختی اور قبولیتِ حق کی عدمِ صالحیت کا تذکرہ کر کے ان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے گئے وعدوں کی خلاف ورزیوں کی طرف اشارہ ہے جن کو یہاں خیانت کا نام دیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو باور کروایا جارہا ہے کہ اے حبیب ﷺ آپ توان کی ان وعدہ خلافیوں والی خیانتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں لہٰذا ان میں سے جو ایمان لے آئیں ان کی ان خیانتوں یعنی وعدہ خلافیوں کو معاف فرمادیجئے اور ان سے درگذر کرتے ہوئے ان پر احسان فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو معاف فرمادے۔ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِیَانَۃً فَانۡۢبِذۡ اِلَیۡہِمۡ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡخَآئِنِیۡنَ

"اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو توان کا عہد ان کی طرف برابری کی بنیاد پر پھینک دیں۔ بیشک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا"

یہاں خیانت سے مراد ان وعدوں اور معاہدوں کی خلاف ورزی ہے جو کہ یہودیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کئے تھے اور یہاں ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ اس خیانت سے مراد معاہدات کی وہ خلاف ورزیاں نہیں جو کہ سرزد ہو چکی ہیں یا جن کو سرزد ہونا متیقن یا متحقق ہو بلکہ اس سے مراد وہ متوقع خلاف ورزیاں بھی ہیں جن کا ان یہود کی طرف سے خدشہ ہے۔امام سمعانی کا آیت کے ان الفاظ پر تبصرہ یہ ہے اس آیت میں تَخَافَنَّ کا لفظ کرتا ہے کہ وہ عہد شکنی ابھی ہوئی نہیں لیکن اس کی نشانیاں ظاہر گئی ہیں لہٰذا آپ ﷺ کو متنبہ کر دیا گیا عہد شکنی کے خطرہ کے احساس کو بھی اس میثاق شکنی کا پیش خیمہ بناتے ہوئے آپ ﷺ کو اس خدشہ میں چوکنا رہنے اور اس ممکنہ عہد شکنی کے متوقع نقصان سے بچنے کا سامان کرنا ہے۔ بعض مفسرین کا یہاں کہنا ہے یہاں خیانت سے مراد علم ہے یعنی آے حبیب ﷺ اگر آپ کو اطلاع ملے یا علم ہو کہ فلاں قبیلہ یا قوم عدہ خلافی یا عہد شکنی کر رہا ہے تو اس کے ازالہ اور اس بچاؤ کا سامان کر لیں۔ خیانت کے اس مفہوم کے حوالے سے اگر دونوں نظریات کا جائزہ لیا جائے کہ جس طرح ارتکابِ گناہ کے مواقع سے بندہ بچ کر گناہوں سے بچ سکتا ہے اسی طرح اگر یہاں خیانت سے مراد نقضِ عہد کا ارتکاب مراد لیا جائے تو بھی بہتر ہے کہ معاہدہ کی اس خلاف ورزی سے نتیجہ متحقق ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس خلاف ورزی کے نتائج اور ان کے تدارک پر غور کیا جاتا ہے، اور اگر اس سے مراد متوقع عہد شکنی مراد ہو تو اس کے تدارک کا سامان کر کے اثراتِ بد سے بچا جا سکتا ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کو ان کی متوقع عہد شکنی کی طرف توجہ کر کے اس کے تدارک کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم ہے۔ یہاں ابن عربی اس تعبیر پر ایک سوال اٹھا کر اس کا جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ خیانت کے خوف سے

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

نقضِ عہد کیسے ممکن جبکہ خوف ایک گمان ہے یقین نہیں ہے تو پھر عہد کا یقین محض خیانت کے گمان سے کیسے ساقط ہو سکتا ہے؟ تو ابن عربی نے اس کے درج ذیل دو جواب دئے ہیں:

i. یہاں خوف بمعنی یقین ہے جیسا کہ عموماً امید اور تمنا علم کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اِعتقاد اور معرفت نہیں رکھتے"

تو یہاں رجاء بمعنی اعتقاد اور یقین استعمال ہوا ہے اس لئے اگر مشرکین، یہود اور منافقین کی طرف سے کسی عہد شکنی کا خطرہ ہو تو اس کو بھی یہاں علم و یقین کے معنی میں لیا جائے گا اسی لئے اس کو بھی خیانت ہی شمار کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظن و تخمین نہیں بلکہ اس کے فرمودات مبنی بر حقیقت ہیں فرق صرف یہ ہے جس عہد شکنیوں کی بات یہاں ہوئی وہ ابھی رونما نہیں ہوئے لیکن چونکہ قرآن کریم میں ان کا تذکرہ ہے اس لئے ان کا وقوع پذیر ہونا یقینی ہے اسی لئے مستقبل میں اس یقینی نقضِ عہد کو خیانت قرار دیتے ہوئے ان عہد شکنوں اور ان کے اس عمل کے اثرات سے بچنے کے لئے مناسب تدبیر کا حکم دیا گیا ہے۔

ii. جب عہد شکنی کے آثار و شواہد سامنے آجائیں تو اس کا تدارک اور عہد شکنی کو روکنا ضروری ہو جاتا ہے کہ اگر تمام اشارات ملنے کے باوجود اس کے تدارک کے لئے عملی اقدام نہ کیا گیا تو اس سے تباہی و بربادی کے خطرات بڑھ جاتے ہیں لہٰذا ضرورت کے تحت یہاں یقین کو ساقط کرنا جائز ٹھہرا، ویسے بھی معاہدہ طے پانے کے عادتاً اس طرح کی شرائط، اگرچہ صراحت کے ساتھ ان کا تذکرہ نہ بھی کیا جائے، پھر بھی ذیلی انداز میں معتبر ہوتی ہیں کیونکہ عمومی طور پر اس طرح کی تفصیلات کا معاہدات میں ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کے برعکس واضح دلائل و شواہد کی عدم موجودگی کی صورت میں محض خدشہ کی بنیاد پر نقضِ عہد کے عدم جواز کے حوالے سے امام شافعی فرماتے ہیں:

فإن قال الإمام اخاف خيانة قوم ولا دلالة علىٰ خيانتهم،من خبر ولاعيان،فليس له،والله تعالىٰ اعلم نقض مدتهم، اذا كانت صحيحة،لان معقولاً ان الخوف من خيانتهم الذى يجوز به النبذ اليهم، لا يكون ال بدلالة علىٰ الخوف

"اگر امام کہے کہ مجھے اس قوم کی طرف سے خیانت (نقضِ عہد) کا خطرہ ہے اور ان کی خیانت پر نہ تو کوئی خبری اور نہ ہی کوئی عینی دلیل ہو تو اس کو ان کی گرفت کا حق نہیں ہے، باقی اگر وہ خبر صحیح بھی ہے تو ان کی عہد شکنی کب سے ہو رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اس لئے کہ عقلی طور پر ان کی طرف سے خیانت کے خوف پر گرفت اس خوف کے متحقق ہونے کی دلیل کے بغیر جائز نہیں ہو گی"

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

آیت کے الفاظ پر غور کریں تو اس میں جار مجرور اور خاص طور قوم کا نکرہ کے طور پر لانا اس حکم کے عموم کو ظاہر کرتا ہے کہ جس بھی قوم کی طرف سے نقضِ عہد کا خطرہ ہو اور وہ نقصان دہ بھی ہو تو اس کے تدارک اور اس کے نقصان سے بچاؤ کی تدبیر ضروری ہے اور اس قسم کے خائنین کی خیانت اور ان کے شر سے بچاؤ کے لئے عملی اقدام ضروری ہے۔اس حوالے سے امام شوکانی لکھتے ہیں:

والظاهر ان هٰذه الآية عام فی کل معاهد یخاف من وقوع النقض منه

"اور ظاہر یہی ہے کہ یہ آیت ہر اس معاہدہ کرنے والے کے لئے عام ہے جس سے کہ نقضِ عہد کے وقوع کا خوف ہو"

بہر حال ریاستی معاملات میں معاہدات و وثائق کی خلاف ورزی اور دیگر معاملات میں میں طے کردہ شرائط کی خلاف ورزی یا عہد شکنی تمام خیانت کے زمرہ میں آتے ہیں جن سے گریز ضروری ہے کہ قرآن کریم ایسی خیانتوں کے ارتکاب اور ارتکاب کے خوف دونوں صورتوں میں دفاعی حکمتِ عملی اپنانے اور پہنچنے والے نقصان یا ممکنہ نقصان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنے اور عہد شکنی کرنے والوں کی گرفت کی اجازت دیتا ہے۔

خیانت کے نقضِ عہد کے معنوی اطلاق میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسی عمل کی وجہ سے دشمنیاں پیدا ہوتی ہے جو کہ اپنے دائرہ کے مطابق آپسی لڑائیوں اور بین الاقوامی جنگوں پر منتج ہوتی ہیں جو کہ انسانی نسل کشی اور معاشرتی بربادی کا ذریعہ بنتی ہے۔اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا دین لمن لا عهد له

"جس میں وعدے کی پاسداری نہیں ہے اس کا دین ہی نہیں"

قرآن حکیم بھی اس معاملہ کی نزاکت کی بنا پر حکم دے رہا ہے کہ:

وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا

"اور وعدے کو پورا کرو، بیشک وعدہ کے بارے میں (قیامت والے دن) سوال کیا جائے گا"

اور سابقہ بیان کردہ حدیث کے مطابق وعدہ کا پورا نہ کرنا منافقت کی نشانی اور ایمان کی نفی قرار دیا گیا ہے اس لئے ایفائے عہد میں کوتاہی اور وعدہ کے برعکس معاملہ کو خیانت سے تعبیر کرنے میں قرآنی پیغام ہے کہ وعدہ کے مطابق اپنے معاملات کو استوار کر لو بشرطیکہ وہ وعدے قرآن و سنت کی اتباع میں ہوں، اور اگر وعدہ و معاہدہ قرآن و سنت کی خلاف ورزی والے معاملات میں ہے تو ایسے وعدہ و معاہدہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

3۔خیانت بمعنی ترکِ امانت

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

اگر کسی کے پاس کسی کی کوئی امانت پڑی ہو اور وہ اس کی حفاظت کرنے کی بجائے اس کو خود استعمال کر لے یا اس میں اپنی مرضی سے کوئی تصرف کر لے تو اس کے اس عمل کو خیانت کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ امانت میں خیانت کے اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا

"اور آپ (کبھی) بددیانت لوگوں کی طرف داری میں بحث کرنے والے نہ بنیں"

یہ آیت ایک منافق طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی جس کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں اس نے خیانت کی تھی۔ خیانت کے اسی زاویے کو اللہ تعالیٰ کا فرمان واضح کرتا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

"اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے (ان کے حقوق کی ادائیگی میں) خیانت نہ کیا کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں خیانت کیا کرو حالانکہ تم (سب حقیقت) جانتے ہو"

اس آیت پر غور کریں تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی ممانعت کے بعد "و" لگا کر کہا گیا ہے کہ "تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ" اب ان دونوں کے درمیان واؤ مغایرت کے لئے ہے جس سے کا مطلب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت اور معنی میں ہے، جیسا کہ معصیت کے ذیل میں اس کا تذکرہ ہوا ہے، جبکہ دیگر امانتوں میں خیانت اور معنی میں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نصِ قرآنی کے ساتھ اس معنی کی صراحت فرمائی اور عوام الناس کو اس طرح کی خیانتوں سے منع فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس طرح کی خیانت کو منافقت کی علامت قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

"چار خصلتیں جس میں بھی پائی جائیں گی وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے اس میں منافقت کی ایک علامت ہے یہاں وہ اسے چھوڑ دے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور لڑائی جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے"

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں علاماتِ نفاق میں خیانت کو سب سے پہلے بیان کیا گیا جس اس معاملہ کی نزاکت کا احساس ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کو مخاطب کر کے خیانتوں سے بچاؤ کا قرآنی پیغام یہ فلسفہ دے رہا ہے کہ جب معاشرہ کے افراد امانتوں کی حفاظت شروع کر دیں جو کہ مالی، مشاورتی، کاروباری راز یا علاج معالجہ کے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

دوران معاملات کے اظہار کی صورت میں ہو تو معاشرہ امن کا گہوارا بن جائے گا اور اس ایک حکمِ شرعی پر عمل افرادِ معاشرہ میں اعتماد کا ماحول پیدا کر دے جس سے بہت سی اخلاقی و معاملاتی قباحتوں کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔

4۔ خیانت بمعنی مخالفت فی الدین

خیانت کا ایک معنی حکمِ شرعی کی مخالفت بھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں شریعتِ مطہرہ کے احکام انسانی فلاح کی ضمانت ہیں تو ان کی خلاف ورزی کرنے والا صرف حکمِ شرعی ہی کی مخالفت نہیں کر رہا ہوتا بلکہ اپنی کامیابی اور بھلائی کے راستوں کو مسدود کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خیانت کا لفظ شرعی حکم کی خلاف ورزی میں استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

وَ لَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِیۡنَ یَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ خَوَّانًا اَثِیۡمًا

"اور آپ ایسے لوگوں کی طرف سے (دفاعاً) نہ جھگڑیں جو اپنی ہی جانوں سے دھوکہ کر رہے ہیں۔ بیشک اللہ کسی (ایسے شخص) کو پسند نہیں فرماتا جو بڑا بددیانت اور بدکار ہے"

امام رازیؒ کے مطابق یہ آیت طعمہ بن ابیرق اور بروایتِ ترمذی بنو ابیرق کے بشیر منافق کے بارے میں نازل ہوئی، جس کی خیانت کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اب اگر کہا جائے کہ طعمہ یا بشیر تو ایک فرد تھا اور اس کی خیانت بھی ایک بار تھی مگر اس کے لئے مبالغہ کا صیغہ استعمال کیوں کیا گیا، جس سے اس شخص کی طبیعت کا اس گاہ کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے کہ وہ طبعاً اسی گناہ کا رسیہ تھا؟ تو واقعہ کی صورت ہی ایسی بن رہی ہے کہ اس نے خیانت کی معاملہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچا اور آپ ﷺ سے عرض کی گئی اناج کا مطالبہ ہم نہیں کرتے لیکن چوری شدہ ہتھیار واپس دلا دئے جائیں (اس طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی ذہنی مشقت میں ڈالا گیا)، پھر مکہ بھاگا اور وہاں جا کر ایک گھر میں چوری کے لئے نقب لگائی اور اسی دوران گھر کی دیوار اس پر آ گری اور اس دیوار کے نیچے آ کر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں غور کیا جائے تو ڈھال کی خیانت والا معاملہ بظاہر ایک بار کا گناہ ہے مگر اس کا نتیجہ چونکہ بہت بھیانک تھا اس لئے یہاں صیغہ بھی مبالغہ کا استعمال ہوا ہے کہ وہ یہ خیانت کر کے مکہ بھاگا، اسلام سے منحرف ہوا، چوری کا رسیہ ہوا اور اسی گناہ کے ارتکاب کے دوران کفر کی حالت میں جرم کرتے ہوئے دیوار اس پر گری اس کی زندگی کا خاتمہ ہوا اور وہ معاشرہ کے دیگر انسانوں کے لئے نشانِ عبرت بن گیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اِنۡ یُّرِیۡدُوۡا خِیَانَتَکَ فَقَدۡ خَانُوا اللّٰہَ مِنۡ قَبۡلُ فَاَمۡکَنَ مِنۡہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

"اور اگر وہ گروہ تجھ سے خیانت کا ارادہ کریں تو بے شک وہ اس سے پہلے اللہ سے خیانت کر چکے ہیں، تو اس نے ان پر قابو دے دیا اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے"

یہاں خیانت سے مراد دین میں خیانت ہے جو کہ کفر کی صورت میں ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ کَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰ

"اللہ نے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی، وہ ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر انھوں نے ان دونوں کی خیانت کی"

اس آیت میں بھی لفظِ خیانت دین کی مخالفت اور کفر کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے احکامِ شریعت کی خلاف ورزی اگر عقیدہ کے اعتبار سے ہو کہ ان کو شرعی حکم نہ مانا جائے تب بھی خیانت ہے، یا پھر مبادیات واصولِ دین کا سرے سے انکار کر دیا جائے، جیسا کہ ارکانِ ایمان وارکانِ اسلام ہیں، تب بھی خیانت ہو گی جو کہ لزومِ کفر کا مستوجب ہے۔

5۔ خیانت بمعنیٰ زنا

لفظِ خیانت کے قرآنی استعمالات کی ایک جہت اس کا زنا کے معنی میں مستعمل ہونا بھی ہے۔ اس معنی کے استعمال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡہُ بِالۡغَیۡبِ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ

"(یوسف علیہ السلام نے کہا: میں نے) یہ اس لئے (کیا ہے) کہ وہ (عزیزِ مصر جو میرا محسن و مربّی تھا) جان لے کہ میں نے اس کی غیابت میں (پشت پیچھے) اس کی کوئی خیانت نہیں کی اور بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کے مکروفریب کو کامیاب نہیں ہونے دیتا"

اس آیت کے الفاظ پر غور کیا جائے تو یہاں "الۡخَآئِنِیۡنَ" کا لفظ زنا یا بدکاری کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے جس کا الزام یوسف علیہ السلام پر لگایا تھا اور آپ علیہ السلام نے اس سے اپنی براءت کا اظہار فرماتے ہوئے اس عمل کا انکار کیا تھا۔ قرآن کریم نے اس کو خیانت کے لفظ کے ساتھ اس لئے تعبیر کیا کہ یوسف علیہ السلام نے تو اس عمل سے بچنے کی کوشش کی اور بچ بھی گئے مگر عزیزِ مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو بہکانے کی جو کوشش کی تو وہ کوشش ایک تو اپنی عصمت کو داغدار کرنے کی کوشش تھی اور دوسرا اس سے جنسی استفادہ کا حق اس کے شوہر کا تھا مگر اس حق میں وہ کسی اور بھی شامل کرنے کی کوشش میں لگ گئی۔ اب اس قرآنی اصول کا گہرائی میں مطالعہ کیا جائے اور زنا کی شرعی سزاؤں کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم اور کنوارے یا کنواری کی سزا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

سو کوڑے ہے اور ایک سال کی جلاوطنی/قید ہے اور اس کا فلسفہ یہی ہے کہ ایک نے تو صرف شرعی حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنسی استفادہ کا شرعی طریقہ جو نکاح کا تھا اس کو اختیار نہیں کیا جبکہ محصن تو اس طریقہ کو اختیار کر کے جنسی استفادہ کا یہ حق کسی اور کے ساتھ وابستہ کر چکا تھا مگر اب وہ اس میں خیانت کر رہا ہے۔

بدکاری کے عمل کی اس خیانت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مفسرینِ کرام کہتے ہیں کہ اللہ تعالی زانیوں کے کسی کام کو نہ تو درست رہنے دیتا ہے اور نہ ہی اس کے معاملات کی اصلاح ہوتی ہے۔ خیانت تو اپنا اثر چھوڑتی ہے لیکن بدکاری کے اس عمل کی نحوست بدکار کے ہر عمل میں نظر آتی ہے۔ قرآن کریم اسی لئے تو فرماتا ہے:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ-وَ سَآءَ سَبِیْلًا

"اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ"

امام غزالی زنا کی نہوست کے حوالے سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ اس سے چھ مصبتیں آتی ہیں جن میں دنیوی اعتبار سے روزی کا تنگ ہونا، زندگی یا عمر میں کمی ،توبہ کا موقع جاتے رہنا اور چہرہ کا سیاہ ہونا ہے، جبکہ آخرت کی آفات میں اللہ کا غضب، حساب کی سختی اور دوزخ میں ٹھکانہ بننے کا سبب ہونا ہے۔ اب جس کا جرم زنا ثابت ہو گیا اور اس پر زنا کی حد بھی جاری ہو گئی تو اس کا شمار فاسق لوگوں میں ہو گیا، اب نہ اس کی گواہی قبول اور نہ ذمہ داریوں کے معاملات میں اس کو قابل اعتبار سمجھا جائے گا، گویا کہ زندگی بھر ایک داغ اس کے ساتھ وابستہ ہو گیا جس کی وجہ سے اس کے ساتھ ہر کوئی بے توقیری کا معاملہ کرے گا۔

خلاصۂ بحث:

اس تحقیقی مقالہ کے مطالعہ سے درج ذیل اہم نکات سامنے آتے ہیں:

- قرآنی استعمال کے اعتبار سے لفظِ خیانت نقضِ عہد، معصیت، معاملاتی خیانت، احکامِ شریعت سے روگردانی اور بدکاری کا ارتکاب جیسے متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے؛
- اس گناہ کے ارتکاب سے بندہ اپنے آپ پر ظلم کا مرتکب ہوتا ہے؛
- بین الاقوامی معاملات میں یہی خیانت معاشرتی فساد، امن وامان کی بربادی، جنگ اور قوموں کے زوال کا سبب ہے؛
- احکامِ شریعت کی خلاف ورزی دین سے انحراف اور حق کی مخالفت ہے جو کہ دنیوی رسوائی اور اخروی عذاب کا سبب ہے؛
- اخلاقی گراوٹ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی مخالفت کو اہم نتیجہ ہے اور اس میں خیانت کا پہلو غالب ہے کہ معاملات وعبادات سب میں دیانت کا عنصر شامل ہے جس سے انحراف اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی اور اخروی بربادی کا سبب ہے۔

اس تحقیقی مقالہ کے مطالعہ سے کچھ اہم امور کا تذکرہ ضروری ہے جو کہ موضوع سے اہم تعلق رکھتے ہیں:

- تعلیمی اداروں، مساجد اور گھریلو تربیت میں امانت ودیانت کے موضوعات کو خصوصی اہمیت دی جائے تاکہ نئی نسل خیانت کی قباحتوں سے بچ سکے؛
- کاروبار، ملازمت، سیاست اور اجتماعی معاملات میں دیانت داری کو بنیادی اخلاقی قدر کے طور پر رائج کیا جائے؛
- افراد اور ریاستی اداروں دونوں کو عہد وپیمان کی پاسداری کا پابند بنایا جائے تاکہ باہمی اعتماد قائم ہو سکے؛
- معاشرے میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ ہر معصیت دراصل اللہ تعالی کے ساتھ خیانت ہے، اس لیے گناہوں سے اجتناب اور توبہ کی فکر ضروری ہے؛
- علماء، اساتذہ اور میڈیا افراد معاشرے کو یہ باور کرائیں کہ خیانت صرف فرد ہی نہیں بلکہ پوری قوم کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔

CC BY